انسانی جان اور جسم کے خلاف جرائم کی سزا

اسلامی قانون میں

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر

(۹)

سر اور چہرے کے زخموں میں قصاص: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موضحہ (۷) میں قصاص ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ" اور تمام زخموں میں بدلہ ہے"۔ ظاہر ہے کہ موضحہ بھی ایک زخم ہی ہے، نیز اس لیے بھی کہ اس زخم کے لیے ایک متعین حد ہے جس سے وہ متجاوز نہیں ہو سکتا، اور برابر کا بدلہ لینا ممکن ہے کیونکہ قصاص میں استعمال ہونے والا آلہ متعین حد پر یعنی ہڈی پر جا کر رک سکتا ہے[۱]۔ موضحہ کے بعد کی جو اقسام ہیں ان کے بارے میں بھی فقہاء کے درمیان کامل اتفاق ہے کہ ان میں قصاص نہیں ہے کیونکہ ان سب میں ہڈی ٹوٹ جاتی ہے اور ہڈیوں میں قصاص جاری نہیں ہوتا، کیونکہ جرم کے برابر بدلہ نہیں لیا جا سکتا۔ ہاشمہ میں ہڈی ٹوٹ جاتی ہے، منقلہ میں ٹوٹنے کے بعد ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے۔ آمہ میں اگر قصاص جاری کیا جائے تو اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ زخم دماغ تک پہنچ جائے اور مجرم کی جان ہی چلی جائے، یا اس کے جرم سے اسے زیادہ سزا مل جائے، اور دامغہ کا بھی یہی حکم ہے[۲]۔

---

[۱] شجہ اور اس کے مفہوم پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: تبیین الحقائق شرح الکنز، زیلعی، ج ۶ ص ۱۳۲۔ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۷ ص ۲۹، ۳۰۔ الاحکام السلطانیہ، ابو یعلیٰ، ص ۲۶۱، ۲۶۲۔ الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۱۹۔ التاج والاکلیل لمختصر خلیل، ج ۶ ص ۲۴۶، ۲۴۷، یہ کتاب مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل کے حاشیہ پر مطبوع ہے۔ حاشیۃ الدسوقی علی شرح الدردیر، ج ۴ ص ۲۹۳ اور اس کے بعد۔

[۲] تبیین الحقائق شرح الکنز، زیلعی، ج ۶ ص ۱۳۳۔ التاج والاکلیل لمختصر خلیل، ج ۶ ص ۲۴۶ و ۲۴۷۔

مُوضحہ سے پہلے کے جو زخم اوپر ذکر ہوئے ہیں، ان کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان سب میں قصاص ہے۔ کیونکہ ان زخموں میں جرم کے برابر سزا دی جا سکتی ہے[۱]۔

حسنؒ کی روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مُوضحہ میں قصاص واجب ہے اور اگر سمحاق میں قصاص کا اجراء ممکن ہو تو اس میں بھی واجب ہے[۲]۔ ظاہر روایت میں ہے کہ مُوضحہ سے کم درجے کے زخموں میں قصاص واجب ہے، کیونکہ ان میں مساوی بدلہ لیا جا سکتا ہے[۳]۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مُوضحہ سے پہلے بیان کردہ زخموں میں قصاص نہیں ہے، کیونکہ یہ زخم ہڈی تک نہیں پہنچتے، لہٰذا ان کی کوئی متعین حد نہیں ہے، جہاں تک قصاص لیا جا سکے اور کسی ظلم و تعدّی کا کوئی ڈر نہ ہو۔ باقی یہ کہ اگر زخم کو طول و عرض کے لحاظ سے ماپا جا سکتا ہے تو محض اس بات کا امکان ظلم و زیادتی کے خطرے کو دور نہیں کر دیتا۔ عین ممکن ہے کہ باضعہ اور سمحاق کے بدلے میں آنے والا زخم موضحہ ہو جائے[۴]۔

۴۔ یہ مواہب الجلیل کے حاشیے پر چھپی ہوئی ہے، لکھتے ہیں: "سر اور چہرے کے زخموں میں موضحہ کے بعد قصاص نہیں ہے اگرچہ منقلہ کے قصاص کے بارے میں اختلاف رائے منقول ہے۔ مشہور یہ ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک ہڈی میں قصاص ممکن ہے الّا یہ کہ خطرہ زیادہ ہو"۔ المہذب، شیرازی، ج ۲، ص ۱۹۰ — نیز دیکھیے، المحلّٰی، ابن حزم، ج ۱۰، ص ۴۶۱، اس میں لکھتے ہیں "بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ بالارادہ زخمی کرنے کی صورت میں مُوضحہ کے سوا دوسری اقسام میں قصاص نہیں ہے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ان زخموں میں برابری کا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے۔ بعض دوسرے حضرات یہ کہتے ہیں کہ سب میں قصاص کا اجراء ہوگا کیونکہ برابر کا بدلہ لینا ممکن ہے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے"۔ اس کے بعد ابن حزم یہ کہتا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ سب میں قصاص ہے کیونکہ آیت وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ "تمام زخموں میں قصاص ہے" اور وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ "حرمتوں میں معاوضہ ہے۔ سو جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو، جیسی اس نے تم پر زیادتی کی"۔ (۲ : ۱۹۴) کتاب اللہ میں یہ حکم عام ہے اور زخموں میں سے کسی ایک کی کوئی تخصیص وارد نہیں ہے۔

[۱] التاج والاکلیل لمختصر خلیل، ج ۶، ص ۲۴۶۔ حاشیۃ الدسوقی علی شرح الدردیر، ج ۴، ص ۲۹۴۔

[۲] الکاسانی، ج ۷، ص ۳۰۹۔ [۳] تبیین الحقائق شرح الکنز، زیلعی، ج ۶، ص ۱۳۳ لکھتے ہیں:

یا فقط سمحاق کے بدلے ایسا زخم لگایا جائے جو مُوضحہ کی تعریف میں آجائے۔ کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ شخص متضرر کا گوشت اس قدر زیادہ اور گہرا ہو کہ اس کے باضعہ زخم کے بدلے مجرم کا زخم موضحہ یا سمحاق بن جائے۔[۱]

مُوضحہ کے بعد جن زخموں کا تذکرہ ہوا ہے، ان کے بارے میں اگرچہ ان کی رائے بھی وہی ہے جو دوسرے علماء کی ہے کہ ان میں قصاص واجب نہیں ہے کیونکہ ان میں مجرم سے پُورا پُورا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے، لیکن ان میں مجرم سے پُورا پُورا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے۔ لیکن وہ اس کے قائل ہیں کہ متضرر کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان زخموں کے بدلہ مجرم سے صرف موضحہ کا قصاص لے۔ کیونکہ بعد میں ذکر ہونے والے زخم موضحہ سے زیادہ ہوتے ہیں اور جب اس نے اس کے بدلے موضحہ کا قصاص لے لیا تو گویا اُس نے اپنے حق کا ایک حصّہ لے لیا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قصاص میں مُوضحہ کا قصاص لینے کے بعد متضرر کو یہ حق بھی پہنچتا ہے کہ موضحہ کے معاوضے اور اس سے بعد میں ذکر ہونے والے بڑے زخم کے معاوضے میں جو فرق ہوگا وہ بھی وصُول کر لے۔ کیونکہ مجرم کو جو مضرت پہنچی۔ اس میں موضحہ سے زیادہ حصے میں قصاص کا اجراء ممکن نہیں تھا، لہٰذا اصولاً مجرم

۵۔ ”ظاہر روایت میں یہ ہے کہ موضحہ سے کم درجے کے زخموں میں قصاص ہے۔ محمدؒ نے اصل میں یہی لکھا ہے اور یہی صحیح تر ہے کیونکہ اس میں مساوی بدلہ لیا جاسکتا ہے۔“

[۱] المہذب ج ۲ ص ۱۹۰ — نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج ج ۷ ص ۳۰ — لکھتے ہیں ”صرف موضحہ میں قصاص واجب ہے کیونکہ اس کی صورت متعین ہے اور اس کے برابر کا بدلہ لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دوسرے زخموں کی یہ صورت نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ موضحہ اور اس سے قبل کے زخموں میں قصاص واجب ہے کیونکہ ان کی تعداد موضحہ کی نسبت سے متعین ہو سکتی ہے۔ لیکن اس رائے کی تردید میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف یہ امکان وجوبِ قصاص کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مُوضحہ میں جو تاوان ہے، ان زخموں میں اسی نسبت سے تاوان واجب ہوگا۔ موضحہ سے قبل کے جو زخم ہیں ان میں سے حارصہ میں تاوان بھی واجب نہیں کیونکہ حارصہ کی وجہ سے متضرر کی کوئی ایسی چیز ضائع نہیں ہوتی جو پہلے تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ حارصہ میں قصاص بھی واجب نہیں۔ نیز موضحہ سے کم درجے کے زخموں میں بھی حارصہ کے ماسوا قصاص واجب نہیں اگرچہ ایک قول کے مطابق ان میں قصاص ہے۔ — کشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۳ ص ۳۸۵، ۳۸۶ — الشرح الکبیر ج ۹ ص ۴۶۱ اور اس کے بعد۔

اس کے بدلے میں معاوضہ لینے کا حقدار ہونا چاہیے۔

موضحہ سے زیادہ حصے کے بارے میں جس میں قصاص کا اجراء ممکن نہ ہو، بعض حنبلی فقہاء نے بھی امام شافعیؒ کی رائے اختیار کی ہے۔ لیکن بعض دوسروں کا کہنا یہ ہے کہ اس صورت میں متضرر کسی مزید معاوضہ کا مستحق نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایک ہی عضو میں قصاص اور معاوضہ (DAMAGES) دونوں سزائیں جمع ہو جائیں گی جو اصولاً صحیح نہیں ہے[۱]۔

سر اور چہرے کے زخموں میں تاوان

اگر کسی عمدی جرم میں قصاص ممکن نہ ہو، یا جرم بطور خطاء سرزد ہو گیا ہو تو اس میں تاوان واجب ہوتا ہے[۲]۔ یہ تاوان کبھی مقرر ہوتا ہے اور کبھی غیر مقرر۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ موضحہ سے پہلے ذکر کردہ جراحات میں کوئی مقرر معاوضہ نہیں ہے[۳]۔ امام

---

[۱] المہذب، شیرازی، ج ۲، ص ۱۹۰۔ الشرح الکبیر، ج ۹، ص ۶۱۹۔

[۲] الکاسانی، ج ۷، ص ۳۲۲۔

[۳] تبیین الحقائق شرح الکنز، زیلعی، ج ۶، ص ۱۳۳۔ لکھتے ہیں "حارصہ، دامعہ، دامیہ، باضعہ، متلاحمہ اور سمحاق میں منصفانہ تاوان ہے"، کیونکہ ان میں کوئی مقررہ تاوان نہیں ہے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ان زخموں کو بغیر کسی معاوضے کے لغو قرار دیا جائے۔ ابراہیم نخعیؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی یہی رائے ہے"۔ —— البدائع، الکاسانی ج ۷، ص ۳۲۴ —— الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۱۹ —— المہذب، الشیرازی، ج ۲ ص ۲۱۳، ۲۱۴۔ لکھتے ہیں: "موضحہ سے پہلے سر اور چہرے کے ۵ زخم ہوتے ہیں۔ حارصہ، دامیہ، باضعہ، متلاحمہ اور سمحاق۔ ان زخموں کا حکم یہ ہے کہ ان کی پیمائش موضحہ کے ساتھ کی جائے گی۔ مثلاً صورت یہ ہو کہ سر میں ایک موضحہ زخم ہو۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے شخص کی ضربات سے باضعہ یا متلاحمہ زخم آ جائے اب اگر اس کی پیمائش موضحہ کے مطابق ہو سکتی ہے اور وہ موضحہ کا ½ یا ⅓ یا ¼ بنتا ہے تو موضحہ کے معاوضے کا اسی قدر حصہ اس میں واجب ہو گا۔ کیونکہ اس صورت میں مضرت کے تاوان کا اندازہ بذات خود ہو جاتا ہے لہٰذا کسی دوسرے پیمانے سے ناپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ زخم موضحہ سے کوئی نسبت نہیں رکھتا تو پھر اس میں منصفانہ تاوان واجب ہو گا۔ کیونکہ تاوان کی مقدار مقرر کرنا شریعت کا کام ہے اور چونکہ شریعت نے موضحہ سے کم درجے کے زخموں کے لیے معاوضہ نہیں مقرر کیا اور اُسے موضحہ سے کوئی قدری نسبت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں منصفانہ معاوضہ ہی واجب ہو گا۔

احمد سے ایک روایت ہے کہ دامیہ میں ایک اونٹ باضعہ میں دو، متلاحمہ میں تین اور سمحاق میں چار اونٹ واجب ہیں۔ اس روایت پر دلیل یہ دی گئی ہے کہ حضرت زید بن ثابت اس کے قائل تھے۔ لیکن یہ رائے مذہب حنبلی کی مقبول رائے نہیں ہے۔[1]

مُوضحہ اور اس کے بعد مذکورہ زخموں میں مقررہ تاوان ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق مُوضحہ کا مقرر تاوان ۵ اونٹ ہیں۔ خواہ وہ سر میں ہو یا چہرے پر۔[2] لیکن فقہاء کی ایک رائے یہ بھی منقول ہے کہ چہرے پر آنے والے زخم کا تاوان سر پر آنے والے زخم سے دوگنا ہو گا۔ کیونکہ سر کی بہ نسبت چہرے کا زخم زیادہ موجب عار ہوتا ہے۔ سر کا زخم بالوں کے نیچے چھپ سکتا ہے لیکن چہرے کا ظاہر ہوتا ہے۔[3] امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک موضحہ خواہ سر میں ہو یا چہرے پر اس میں مقررہ تاوان سے زیادہ کچھ واجب نہیں۔ لیکن امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ سر اور چہرے کا زخم اگر بھر جانے کے باوجود بدنما دکھائی دے تو مقررہ تاوان کے علاوہ مجرم سے، اس بدصورتی کے بدلے منصفانہ تاوان بھی لیا جائے گا۔[4]

۲۔ ہاشمہ میں دس اونٹ واجب ہیں۔ ہاشمہ میں دس اونٹوں کا تقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں بلکہ یہ حضرت زیدؓ بن ثابت سے مروی ہے۔ نیز امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد اس بات کے قائل ہیں کہ زخم

۱۔ الشرح الکبیر، ج ۹ ص ۶۱۹۔

۲۔ الکاسانی، ج ۷، ص ۳۱۶۔ لکھتے ہیں: "اگر مُوضحہ بھر جائے لیکن اس کے آثار باقی ہوں تو اس میں ۵ اونٹ معاوضہ ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے" ——— تبیین الحقائق، شرح الکنز، زیلعی، ج ۶ ص ۱۳۲، ۱۳۳۔ لکھتے ہیں "موضحہ میں دیت کا ۱/۲۰ واجب ہے" ——— المہذب، ج ۲، ص ۲۱۲-۲۱۳ ——— الشرح الکبیر، ج ۹ ص ۶۲۱ اور اس کے بعد۔

۳۔ الشرح الکبیر، ج ۹ ص ۶۲۱۔

۴۔ مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل، ج ۶ ص ۲۵۹ لکھتے ہیں کہ موضحہ زخم اگر بھر آئے اور موجب عار ہو تو اس کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ مالک اور ابن قاسم کا یہ قول مشہور ہے کہ اس میں عار کے مطابق مقرر تاوان پر منصفانہ اضافہ کیا جائے گا۔

کی اس قسم کا تعلق سر اور چہرے سے ہے۔ امام مالکؒ یہ فرماتے ہیں کہ ہاشمہ سر و چہرے کے ماسوا جسم کے دوسرے حصے میں ہوتا ہے۔ امام مالکؒ اس کی جگہ سر اور چہرے میں منقلہ کو رکھتے ہیں[1]۔

۳۔ منقلہ کا تاوان ۱۵ اونٹ ہوتے ہیں۔ عمرو بن حزم کے مکتوب میں یہ تعداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے[2]۔

۴۔ آمہ میں دیت کا ⅓ حصہ واجب ہے، یہ بھی عمرو بن حزم کے مکتوب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ نیز عکرمہ بن خالد سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آمہ میں دیت کے ⅓ حصے کا فیصلہ دیا[3]۔

۵۔ دامغہ میں بھی دیت کا ⅓ واجب ہے، بعض شوافع و حنابلہ یہ کہتے ہیں کہ ⅓ تو اس حصے میں واجب ہے جو آمہ کے مساوی ہے اور اس سے جو زخم زیادہ ہے اس میں منصفانہ معاوضہ واجب ہے کیونکہ دامغہ میں آمہ سے زیادہ دماغ کی باریک جلد بھی پھٹ جاتی ہے[4]۔

یاد رہے کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ موضحہ، ہاشمہ، منقلہ اور آمہ زخم اگر اس طرح بھر آئیں کہ متضرر کے جسم پہ کوئی داغ نہ رہے تو ان میں کچھ واجب نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ان میں منصفانہ معاوضہ کی صورت میں غیر متقرر تاوان ہوگا اور امام محمد صرف علاج معالجے کے اخراجات کے قائل ہیں[5]۔ (باقی)

---

[1] الکاسانی، ج ۷، ص ۳۱۶، لکھتے ہیں: "اگر زخم بھر آئے اور اس کا اثر باقی ہو تو ہاشمہ میں ⅒ دیت واجب ہے"۔ تبیین الحقائق شرح الکنز زیلعی، ج ۶ ص ۱۳۲، ۱۳۳ "ہاشمہ میں دیت کا ⅒ ہے"۔ المہذب، ج ۲ ص ۲۱۳۔ الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۲۵-۶۲۶۔

[2] الکاسانی، ج ۷، ص ۳۱۶: "جب زخم بھر آئے اور اس کا اثر باقی ہو تو منقلہ میں بس ۱۵ اونٹ ہیں۔ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے"۔ تبیین الحقائق شرح الکنز زیلعی، ج ۶ ص ۱۳۲، ۱۳۳ "منقلہ میں دیت کا ⅒ اور ½⅒ حصہ واجب ہے"۔ المہذب، ج ۲ ص ۲۱۳۔ الشرح الکبیر ۹ ص ۶۲۷۔

[3] الکاسانی ج ۶ ص ۳۱۶: "اگر زخم بھر آیا اور جسم پر داغ رہ گیا تو آمہ میں دیت کا ⅓ حصہ واجب ہے۔ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے"۔ تبیین الحقائق شرح الکنز زیلعی ج ۶ ص ۱۳۲، ۱۳۳: "آمہ میں دیت کا ⅓ واجب ہے"۔ المہذب، ج ۲ ص ۲۱۳۔ الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۲۷، ۶۲۸۔

[4] البدائع ج ۷، ص ۳۱۶۔ المہذب ج ۲ ص ۲۱۳۔ الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۲۸۔

[5] الکاسانی ج ۷، ص ۳۱۶۔